(۱۵)

خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور اسی سے مدد مانگو

(فرمودہ ۱۴۔ جون ۱۹۲۹ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

انسان پر دنیا میں مختلف حالتیں آتی ہیں۔ کبھی تو ایسی حالت آیا کرتی ہے کہ وہ اپنی ساری ضرورتیں خود پوری کر لیتا ہے اُس وقت اس کی توجہ اپنی طاقت اور قوت کی طرف جاتی ہے اور وہ اپنی کوشش پر گھمنڈ کرتا ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ خود اپنی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا اور اپنی مدد کے لئے اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں کا محتاج ہوتا ہے اُس وقت اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ رشتہ داری اچھی چیز ہے۔ پھر ایک وقت اُس کے اہل و عیال اور متعلقین بھی اس کے کام نہیں آسکتے اور اس کے ملنے والے اور دوست احباب اسکی مدد کرتے ہیں ایسے وقت میں اسکی نظر اپنے دوستوں پر پڑتی ہے اور وہ سمجھتا ہے دوست احباب بھی دنیا میں بہت مفید ہوتے ہیں جو آڑے وقت کام آتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا زمانہ اُس پر آتا ہے کہ دوست بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکتے ایسے اوقات میں وہ بعض دفعہ بعض نظاموں کی طرف توجہ کرتا ہے اور وہ سلسلہ یا جماعت جس سے وہ تعلق رکھتا ہے اس کی مدد کرتی ہے۔ اس طرح جب کئی دفعہ اس کا کام بن جاتا ہے تو اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ نظام سے تعلق اچھی بات ہے اور سلسلہ یا جماعت سے اس کی وابستگی بڑھ جاتی ہے۔ پھر کوئی وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کے اہل و عیال، رشتہ دار، دوست احباب کوئی بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ نظام بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اُس وقت حکومت جس کے ساتھ وہ تعلق رکھتا ہے اس کی مدد کرتی ہے تب وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ حکومت بھی

اچھی چیز ہے۔ پھر کوئی وقت ایسا بھی آتا ہے کہ حکومت بھی انسان کا ساتھ نہیں دے سکتی ایسے وقت میں عام انسانی ہمدردی اس کے کام آتی ہے۔ انسانی ہمدردی کی لہر ایک ملک یا کئی ممالک یا دنیا میں پیدا ہوتی ہے اور اس کی تائید میں انسانی ہمدردی کی ایک ایسی رَو پیدا ہوتی ہے کہ وہ کامیاب ہو جاتا ہے تب اس کی نظر تمام دنیا پر پڑتی ہے اور وہ سوچتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں میں کیسا عجیب رشتہ قائم کیا ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کے اہل و عیال، دوست احباب، قوم یا نظام، حکومت اور انسانی ہمدردی کی مدد سے بھی اسے کامیابی ناممکن نظر آتی ہے۔ ایسی صورت میں کامیاب ہونے پر وہ سمجھتا ہے میری کامیابی میں کچھ حصہ غیبی امداد کا بھی ہے اور جس حد تک اسے غیبی امداد کا یقین ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ یہ کام خدا تعالیٰ نے کر دیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جو کام اس نے خود کیا یا رشتہ داروں، دوستوں نے کیا، نظام نے کیا، قوم یا حکومت نے کیا یا عام انسانی ہمدردی نے کیا، وہ بھی سب خدا تعالیٰ نے ہی کیا تھا۔ لیکن ان میں چونکہ ظاہر ذرائع موجود تھے خدا تعالیٰ کی طرف اس کی نظر نہیں اُٹھی تھی لیکن جب اسے کچھ غیبی امداد کا خیال ہوا اُس وقت اسے خدا تعالیٰ کا خیال آیا۔ لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے کہ کچھ بھی اس کے کام نہیں آ سکتا اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات رہ جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا اُسے اور کچھ نظر نہیں آتا ایسے وقت بے اختیار ہو کر اس کے منہ سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نکلتا ہے۔ جب اسے کامیابی کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اُس کے منہ سے نکلتا ہے۔ دراصل اس میں اسی کیفیت کی طرف اشارہ ہے کہ ہر حکومت، ہر قوم، ہر انسان پر ایسا زمانہ آتا ہے جب تمام انسانی تدابیر اس کے لئے باطل ہو جاتی ہیں۔ قرآن میں بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے وقت مشرک اور دہریہ بھی بے اختیار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی مثال دی ہے کہ جب طوفان بپا ہوتا ہے تو مشرک بھی کہہ اُٹھتے ہیں کہ اِس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ وہ وقت دراصل اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہنے کا ہوتا ہے۔ اُس وقت انسان کا قلب اور احساسات پورے طور پر یقین رکھتے ہیں کہ اِس وقت خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ زلزلہ عظیمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق آیا اُس وقت لاہور میڈیکل کالج کا ایک طالب علم جو روزانہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بحث مباحثہ بلکہ تمسخر کیا کرتا تھا جس وقت اُس نے محسوس کیا کہ اب چھت گر کے ہی رہے گی اور یقین ہو گیا کہ اب کوئی طاقت بچا نہیں

سکتی تو بے اختیار اس کے منہ سے رام رام نکلنے لگا۔ اگلے دن اُس کے دوستوں نے جب پوچھا کہ تمہیں اُس وقت کیا ہو گیا تھا اور تم نے کیوں رام رام پکارا جو کہ ہندوؤں میں خدا کے لئے ہی بولا جاتا ہے تو اُس نے کہا معلوم نہیں اُس وقت کچھ عقل ہی ماری گئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت اُس نے عقل سے کام لیا جب بچانے والے دنیوی اسباب اس کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے تو اُس ذاتِ خداوندی کے سوا کوئی مددگار سوجھائی نہ دیا۔ دراصل جب تک ایسے انسان کو دوسرے ذرائع نظر آتے رہیں وہ اُدھر متوجہ رہتا ہے لیکن جب کوئی اور نظر نہ آئے تو اُس وقت اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے جب تک دوسرے اسباب نظر آتے رہیں اُن کی خوشامدیں اور بُرائیاں کرنے میں مصروف رہتا ہے لیکن جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے تو خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ پکار اُٹھتا ہے۔ میں نے جنگِ عظیم کا ایک واقعہ پہلے بھی کئی بار سنایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں دہریہ بھی خدا تعالیٰ پر ایمان لے آتے ہیں۔ 1918ء میں جب جرمنی نے اپنی ساری طاقت جمع کر کے اتحادی افواج پر حملہ کر دیا تو انگریزی فوج پر ایک وقت ایسا آیا کہ کوئی صورت اس کے بچاؤ کی نہ رہی۔ سات میل لمبی لائن تہہ و بالا ہو گئی کچھ حصہ فوج کا ایک طرف سمٹ گیا اور کچھ حصہ دوسری طرف اور درمیان میں اتنا خلا پیدا ہو گیا کہ جرمنی افواج وہاں سے گذر کر پیچھے سے حملہ کر کے تمام فوج کو تباہ کر سکتی تھیں۔ اُس وقت جرنیل نے کمانڈر انچیف کو اطلاع دی کہ یہ حالت ہے اور میرے پاس سپاہی اتنے نہیں کہ اس صف کو درست کیا جا سکے۔ یہ ایسی حالت تھی کہ وہ سمجھتے تھے آج ہماری تمام فوج تباہ ہو جائے گی اور انگلستان اور فرانس کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے گا۔ انگریز کمانڈر انچیف نے اُس وقت وزارت کو تار دی کہ یہ وقت انتہائی بے بسی کا ہے ہماری صف ٹوٹ چکی ہے اور ہر لمحہ تباہی کا خطرہ لاحق ہے۔ جب یہ تار پہنچا تو وزیراعظم دیگر وزراء کے ساتھ مل کر کوئی مشورہ کر رہا تھا۔ اُس وقت فوج نہ تو موجود ہی تھی اور اگر موجود بھی ہوتی تو بروقت امداد کے لئے نہیں پہنچ سکتی تھی۔ بیشک یورپ کا مذہب عیسائیت ہے لیکن اگر اس کی چھان بین کی جائے تو وہ بھی اندر سے بالکل کھوکھلا ہے اور اہل یورپ درحقیقت مادہ پرست اور دہریہ ہیں۔ لیکن اُس وقت وہ مادہ پرست یورپ جس کی نگاہ کبھی خدا تعالیٰ کی طرف نہیں اُٹھتی اُس کی ایک زبردست مادہ پرست حکومت کا سب سے بڑا سردار جو اپنی طاقت و قوت اور شان و شوکت کے گھمنڈ میں مست رہتا تھا اس نے بھی محسوس کیا کہ اس

وقت کوئی ظاہری مدد نہیں جو ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا سکے۔اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا آؤ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ چنانچہ وہ سارے گھٹنوں کے بل جُھک گئے اور خدا تعالیٰ سے دعا کی۔کیا تعجب ہے کہ اُن کی دعا ہی کے نتیجہ میں وہ تباہی سے بچ گئے ہوں۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وہ ہر ایک کی دعا سنتا ہے خواہ وہ دہریہ ہو یا مشرک۔ ہاں جب وہ انبیاء یا ان کی جماعت کے مقابلہ میں ہوتے ہیں اُس وقت بے شک اُن کی دعا قبول نہیں ہوتی۔لیکن اُس وقت یہ حالت نہیں تھی وہاں دو مشرک آپس میں لڑتے تھے۔تعجب نہیں اگر ان کی دعا قبول ہوگئی ہو۔اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ جرمن سپاہیوں کو خبر نہ ہوسکی کہ ان کے سامنے فوج کی صف ٹوٹ چکی ہے۔اگر انہیں اس کا علم ہو جاتا تو آج دنیا کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوتا اور جرمنی بجائے اتحادیوں کو تاوان ادا کرنے کے آج اُن سے تاوان لے رہا ہوتا۔اُس وقت کمانڈر انچیف نے اپنے سٹاف کے ایک افسر کو بلایا جو ابھی زندہ ہے اور خاص اِسی وجہ سے بہت مشہور ہو چکا ہے۔اُسے کہا اِس وقت یہ حالت ہے اور سوائے تمہارے مجھے کوئی ایسا افسر نظر نہیں آتا جو اس کا انتظام کر سکے۔پس تم جاؤ اور مجھ سے دوسرا سوال مت کرو ایسے موقع پر وہ کہہ سکتا تھا کہ عجیب مصیبت ہے فوج تو دی نہیں جاتی مگر کہا جاتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرو۔مگر وہ افسر بھی سمجھ گیا کہ اِس وقت فوج کا مہیا کرنا ناممکن ہے اس لئے فوراً چلا گیا۔اُس افسر نے موٹر لی اور سیدھا اُس مقام پر پہنچا جہاں لاکھوں آدمی لڑ رہے تھے وہاں ہزاروں آدمی اُن کی خدمت کیلئے بھی ہوتے ہیں مثلاً درزی، دھوبی، موچی، مہتر وغیرہ۔اس نے جاتے ہی ایسے لوگوں کو جمع کیا اور کہا تمہارے دلوں میں بھی خواہش ہوگی کہ ہمیں ملک کے لئے لڑنے کا موقع کبھی نہیں دیا گیا۔پس آج تمہارے لئے موقع ہے ہماری صف ٹوٹ چکی ہے ملک کی نگاہ اِس وقت تم پر پڑ رہی ہے تم آگے بڑھو اور صف بندی کر دو۔اس پر جو کچھ کسی کے ہاتھ آیا لیکر چل پڑے اور جا کر صف بندی کر دی اور یہ نظر آنے لگا کہ صف کھڑی ہے۔اسی طرح چوبیس گھنٹہ تک مقابلہ کیا گیا یہاں تک کہ دوسرے علاقوں سے فوج سمیٹ کر وہاں جمع کر دی گئی۔

یہ مادہ پرستوں کا نظارہ ہے۔اُس وقت انہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ[1] کہنے کے سِوا چارہ نظر نہ آیا۔پس جب خدا کے سِوا کوئی مدد کرنے والا نظر نہیں آتا اُس وقت دہریہ بھی خدا کا قائل ہو جاتا ہے اور کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

میں اپنی جماعت سے پوچھتا ہوں اگر ایسی حالت میں دہریہ بھی خدا کو پکارتا ہے تو وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے کیلئے کھڑی ہوئی ہے جس کا دعویٰ ہے کہ ہماری ساری قوت' ساری طاقت اور سہارا خدا ہی کے سامنے جھک جانے میں ہے اسے کیا کرنا چاہئے۔ ہماری جماعت کمزور ہے اور دشمن قوی' ہمارے پاس اس کے مقابلہ کے لئے نہ آدمی ہیں نہ طاقت اور نہ ہی کوئی اور ذریعہ اِس واسطے ہمارا ایک ہی کام ہونا چاہئے کہ خدا کے سامنے جھک جائیں اور کہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ[1] پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وقت کی نزاکت اور شیطانی حملہ کی شدت کا پوری طرح احساس کرے اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے کیلئے اس کے سامنے جُھک جائے کیونکہ اس کی مدد کے بغیر ہم میں دشمن کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے جس وقت اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر وہ کامیاب ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کا ہاتھ تو وسیع اور اُس کی طاقتیں بہت بے پایاں ہیں۔ جس طرح اُس کی ذات محدود نہیں اسی طرح صفات کے لحاظ سے بھی وہ بے پایاں ہے۔ اسی سے دعا کرنی چاہئے کہ جو مشکلات ہمیں درپیش ہیں خواہ وہ مالی لحاظ سے ہوں یا عزت کے لحاظ سے یا کسی اور قسم کی سب میں وہ ہماری مدد کرے اُس کے سوا ہم کسی اور سے مدد کی امید نہیں رکھ سکتے۔ پس اُس کے سامنے گر جانا چاہئے تا اگر ہمارے قصوروں نے اس کی نصرت کو پیچھے ڈال دیا ہو تو اپنے فضل و کرم سے غضب اور ضلالت کی حالت سے نکال کر ہمیں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[2] کے گروہ میں داخل کر دے۔ پس میں دوستوں سے دوبارہ کہتا ہوں کہ وہ دعاؤں پر بہت زور دیں اور اللہ تعالیٰ سے نصرت مانگیں۔ کیونکہ بغیر اس کے ہمارے لئے ترقی کا کوئی راستہ نہیں۔

(الفضل ۲۱۔ جون ۱۹۲۹ء)

---

[1] الفاتحة: ۵ [2] الفاتحة: ۷